Payam-i-Iqbal Bahria Research Journal on Iqbal Studies (BRJIS)
5(2), 1-14, 2026

تعمیر خودی کے ذریعے استحکام معاشرہ: دانش اقبال کا مطالعہ، قرآنی آیات کی روشنی میں

Social Stability by Means of *Khudi*: Study of Iqbal's Wisdom in the Light of Qur'anic Verses

Mustafeez Ahmad Alvi, Ph. D
Professor of Islamic Thought, Former Dean Faculty of Social Sciences,
National University of Modern Languages, Islamabad, Pakistan
mustafeez.alvi@numl.edu.pk

Abstract

This paper explores Iqbal's philosophy of *Khudi* (Self-discovery based identity) as a foundational schema for an individual, in becoming a core element of nation's stability. The contemporary socio-political thought attributes national strength to the institutional and economic power. While, Iqbal believes that nation's energy and stability entirely depend on moral discipline and ethical practice of the individuals. The gap among two views, as a research problem leads this study with an objective to search Iqbal's ideological base of the argument. A student of Iqbal-Studies, finds that the divine message in Qur'anic verses, make Iqbal's theoretical frameworks. Same is the case of Khudi and its culmination. Therefore, a thematic analysis of Iqbal's poetry has been carried out, keeping this paradigm in background. The study of relevant verses through exegesis, depicts a synthesis between Qur'anic notions about human status and destiny, with Iqbal's ideology about human life and fortune. The essence of Iqbal's view is, that the intrinsic connection between individual and the nation, remains the master key to success. The findings illustrate that Iqbal's ideology gives a holistic ethical model of human development. The individuals need to be nurtured through triad of self-recognition as vicegerent of God, self-control/accountability, and self-purification through sacrifice for the collective benefit. In Iqbal's view, this model can guarantee a sustainable strength, leading to the ultimate success for individuals and the nations. Iqbal sees individuals as the main building blocks of national architecture; those who are enlightened with self-recognition, self-purification, and self-elevation; motivated with faith in their ideology, can make the nation dignified reaching sky heights.

Keywords: Iqbal's philosophy, self-recognition and purification, ideological revival, responsibility and accountability, ethical framework, intrinsic connection to community, solidarity and stability

کلیدی الفاظ: اقبال کا فلسفہ خودی، منصب خلافت، فکری توانائی، خود احتسابی، اخلاقی نظم و ضبط، ربط ملت، اجتماعی استحکام

خودی کا شعور اور تعمیر ذات، تعلیمات اقبال کا محوری نقطہ ہے۔ اقبال کی نظر میں انسانی شخصیت کی تشکیل و تعمیر کا سنگ بنیاد خودی ہے، وہ اصل الاصول اور جوہر زندگی ہے جس سے حیات انسانی کے ہر گوشے میں بہار آجاتی ہے۔ خودی کی تعمیر کا پہلا قدم خود آگاہی ہے، یعنی انسان اپنے مقام عالی سے شناسا ہو۔ دوسرا مرحلہ اپنی زندگی کے مقصد کو پالینا ہے، یعنی یہ کہ وہ اپنے حقیقی نصب العین کو پہچان لے۔

تیسرا قدم کائنات کے خالق کو اپنی پوری صفات کے ساتھ جاننا اور ماننا ہے، اس کے ساتھ اپنے قیمتی تعلق کو سامان زیست بنا لینا ہے۔ اقبال کے خیال میں انسان اپنے آپ کو جان لے اور اپنے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو جائے تو اپنی نگاہوں میں محترم اور معتبر ہو جاتا ہے۔ عرفان ذات سے اپنے آپ پر اعتماد، رب کائنات سے اپنے رشتے کو جان کر اپنی حیثیت پہ ناز، مگر ذمہ داری کے شعور کے ساتھ۔ یوں وہ اپنی معاشرتی زندگی کی تعمیر کا کام بھی سمجھ سکتا ہے اور اپنی معاشرت کے استحکام اور حفاظت میں لگ جاتا ہے۔

اقبال کے فلسفے میں خودی کی تربیت کے تین مراحل ہیں: شعور ذات کی روشنی، دستورِ الٰہی سے وابستگی اور ضبط نفس کی مشق۔ علم اور ایمان کی شمع تھامے، اعمال خیر سے مزین، فقر و غنا اس کا زاد راہ ہوتا ہے، عجز و انکساری اس کا زیور ہوتی ہے۔ مگر ایمان کا اعتماد اور امید جانفزا اس کے ضمیر کو روشن کرتا ہے، اپنی شخصیت کی حفاظت اور معاشرے کی تعمیر و ترقی کا بے لوث کارکن۔ یہ ہے اقبال کا مرد کامل اور رجل رشید، جو انفرادی تعمیر کا کام کرتے ہوئے استحکام معاشرے کا فرض بھی ادا کرنے لگ جاتا ہے۔

تحقیق کا بنیادی سوال

زیر نظر مقالے میں بنیادی سوال یہ جستجو ہے کہ آیا اقبال کا تصور خودی محض ایک خیالی نقشہ ہے یا عملی زندگی میں بیداری اور تحریک کی ضمانت بننے والا حقیقی جذبہ ہے، جو عمل کی توانائی سے بھرپور ہے۔ جو ایک طرف انفرادی شخصیت کے ارتقاء کا باعث بنتا ہے اور دوسری طرف معاشرتی استحکام کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔

مقصد اور طریق تحقیق

تحقیق ہذا کا ہدف اور مقصد اصلی یہ ہے کہ پاکستانی نوجوان کے شعور و آگہی میں علامہ اقبال کے تصور خودی کے بارے ایسا اضافہ ہو جس سے نوجوان اپنی ذات و صفات کا شعور بھی حاصل کرنے کے قابل ہو سکے اور اپنی قوم اور اجتماعیت کی تعمیر و ترقی میں اپنی ذمہ داری سے نہ صرف آگاہ ہو بلکہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں مصروف عمل ہو سکے۔ اس تحقیق میں یہ حقیقت بنیاد فراہم کرتی ہے کہ آج کا نوجوان بھی اپنے آپ کو ترقی اور تبدیلی کی راہ پر لانے کا خواہشمند ہے۔ مزید یہ کہ، یہ انفرادی ارتقاء اس وقت شروع ہو سکتا ہے جب انسان واضح دلائل کی روشنی میں قائل ہو جائے کہ یہ تعمیر و ترقی کا سفر ہے کس نوعیت کا، اور اس پر گامزن کیسے ہونا ہے۔

لہٰذا منہج تحقیق، بیانیہ اور وصفی ہے جو ایک طرف کتاب الٰہی کی آیات کی روشنی میں منظم دلائل کے ساتھ مزین ہے۔ دوسری طرف علامہ اقبال کے افکار کی توضیح، ان کے اشعار (اردو/فارسی) اور خطبات کی روشنی میں کی گئی ہے۔

موضوع تحقیق کا مرکزی نکتہ

کسی معاشرے کی ذہنی صحت، بیداری اور عروج کی جانب سفر کا انحصار، افراد معاشرہ کی مثبت اور تعمیری تیاری پر ہوتا ہے۔ اس تعمیر کی بنیادیں ایک ایسے نظریہ حیات پر رکھی جاتی ہیں جو کسی قوم کی سماجی ترقی اور سیاسی ارتقاء کی ضمانت بن سکے۔ اللہ کے کلام میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ یوں ہے کہ:

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۔1

(قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی۔ پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر چلنے کی۔ جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا، اور جس نے اسے خاک میں ملادیا وہ ناکام ہوا۔)2

قومی بیداری اور معاشرتی استحکام و عروج کے تناظر میں یہی تصور فکر اقبال میں نکتہ اولیں کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی لیے، ایک طرف وہ سمجھتے ہیں کہ افراد کے ہاتھوں میں اقوام کی تقدیر ہوتی ہے، اور ہر فرد اپنی حیثیت اور اہمیت کے اعتبار سے ملت کے مقدر کا ستارہ ہوتا ہے۔ دوسری جانب وہ اس حقیقت کا واضح اظہار کرتے ہیں کہ فرد ربط ملت سے قائم ودائم رہتا ہے۔ ایک جز کی اہمیت اپنے کل کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہے، اسی بناپر امید بہار رکھی جاتی ہے۔ خود فرد کی کامیاب زندگی میں قومی زندگی کے ارتقاء کا راز مضمر ہے۔ اسی طرح کے جذب باہمی سے مقدر کے ستاروں میں چمک دمک قائم رہتی ہے:

فرد را ربط جماعت رحمت است
جوہر او را کمال از ملت است(3)

(فرد کے لیے جماعت کا تعلق رحمت کا باعث ہے کہ اسی کے ذریعے فرد کا جوہر کمال حاصل کر سکتا ہے۔)

لہٰذا، ہر فرد قوم کو اپنے آپ سے آگاہ ہونا اور اپنی قدر و قیمت سے واقف ہونا از بس ضروری ہے۔ یہی عمل اس کی بیداری کا ذریعہ بنے گا کہ نظر آئے گی ان کو اپنی منزل آسمانوں میں! اور قوم و ملت اپنے عروج کے لیے محنت شاقہ کا فیصلہ کرے گی۔ اللہ کی کتاب میں فطری اصول بھی اس سلسلے میں یہ بتایا گیا ہے کہ معاشروں اور ملتوں کی مثبت تبدیلی اپنے داخلی جذبوں کی مرہون منت ہوتی ہے۔ جب کوئی ملت، افراد کے ذریعے اجتماعی تدبیر سے اپنے حالات کی اصلاح و تعمیر کا فیصلہ کرتی ہے تو فطرت قوتیں اس کا ساتھ دینا شروع کر دیتی ہیں اور خالق کائنات کی تائید بھی ایسے لوگوں کے ساتھ ہے، جو اپنے تئیں اپنی بہتری اور تبدیلی کا فیصلہ کر لیتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ3

(کسی قوم کی حالت اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا، جب تک وہ خود اسے نہ بدلیں جو ان کے دلوں میں ہے۔)4

اقبال نے عالم انسانی کو یہ باور کروایا ہے کہ کائنات میں انسان کی حیثیت ممتاز و منفرد ہے، ان معنوں میں کہ ارض و سما کی نعمتیں اس کے لیے مسخر ہیں۔ انسان کو وسائل زندگی اور شعور حیات کے خزانے میسر ہیں۔ ایک مہلت عمل کے ساتھ اسے پوری دنیا جہاں میں عزت و تکریم سے نوازا گیا ہے۔ علم و شعور اور عقل و تفہیم کے ذرائع کے ساتھ آسمانی ہدایت کے روزن بھی اس پر کھول دیے گئے ہیں، تاکہ وہ فلاح و کامرانی کی منازل طے کر سکے۔ اپنے معاشرے اور پوری دنیا کے لیے مفید اور مؤثر شخصیت کے طور اپنی ذمہ داریوں کو بطریق احسن پورا کر سکے:

تری خودی سے ہے روشن ترا حریم وجود
حیات کیا ہے؟ اسی کا سرور و سوز و ثبات 5

مذکورہ ابدی حقائق، الہامی تعلیم میں از حد واضح اور مرتب بیان ہوئے ہیں:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ۔6(یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا ہے۔7)الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔8(وہ اللہ) جس نے قلم کے ذریعے (علم) سکھایا، جس نے انسان کو وہ سکھا دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔9)وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا۔10(قسم ہے نفس کی اور اسے درست بنانے کی۔ پھر سمجھ دی اس کو بدکاری کی اور بچ کر چلنے کی۔11)وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ۔۔۔12(یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی13)أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً۔۔۔14(کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔15)پس یاد رکھو:قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۔16(جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا،اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔17)

فکرِ اقبال کا اساسی یقین

اقبال کو یقین ہے کہ افراد قوم اپنی اپنی حیثیت اور ذمہ داری کا ادراک کرتے ہوئے،اپنے آپ کو حال و مستقبل کے لیے تیار کریں۔اگر کسی قوم کے افراد میں یہ تڑپ پیدا ہو جائے تو اس قوم کو ارتقاء اور عروج کی جانب سفر سے کوئی نہیں روک سکتا۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ہر ایک فرد اپنی قوم اور اجتماعیت کی بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔افراد معاشرہ ان ستونوں کی مانند ہیں جن پر پوری اجتماعیت استوار ہوتی ہے۔معاشرے میں فرد کی اس حیثیت کو سامنے رکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ ہر ایک کے لیے اپنے آپ کو زندہ و بیدار رکھنا اور اپنی شخصیت کی حفاظت کرنا،اپنے لیے اور دوسروں کے لیے،کتنا ضروری ہو جاتا ہے۔یہی وہ ضرورت ہے جسے انفرادی توجہ اور کاوش سے پورا کیا جا سکتا ہے۔اسی بدیہی حقیقت کے پیش نظر،اقبال کا مخاطب ہر فرد قوم ہے،وہ مرد ہے یا عورت:

تری خودی میں اگر انقلاب ہو پیدا
عجب نہیں ہے کہ یہ چار سُو بدل جائے 18

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ علامہ اقبال کا واحد مقصد حیات فقط 'خودی' کے اسلامی، تعمیری اور عرفانی حقائق کی نشر و اشاعت تھا۔19اقبال کے خیال میں یہ سب ممکن ہی نہیں ایک مسلمان کے لیے اگر وہ قرآن سے جڑا ہوا نہیں اور نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و اطاعت کے رشتے میں پرویا ہوا نہیں۔اقبال کا مخاطب فقط برصغیر کا مسلمان نہیں بلکہ دنیا بھر کے مسلمان ہیں۔ان کے خیال میں،اسلام کے علاوہ مسلمان کے لیے کوئی نظریاتی اور عملی پناہ گاہ نہیں ہے۔خاص طور پر وہ فکر مغرب کو مسلمان کے لیے سم قاتل سمجھتے ہیں، جیسا کہ پروفیسر آر اے نکلسن(R. A. Nicholson: 1858-1945)نے،اسرار خودی کے ترجمہ میں،تعارفی نوٹ میں لکھا ہے:

> He will have nothing to do with nationalism and imperialism. These, he says, 'robe us of Paradise'; they make us strangers to each other, destroy feelings of brotherhood, and so the bitter seed of war. 20

(اقبال کو قومیت یا استعماریت سے خیر کی توقع نہیں تھی۔ان کے خیال میں یہ نظریات ان سے ان کی 'جنت' چھین لیں گے۔وہ ہمیں ایک دوسرے سے اجنبی کرتے ہیں، ہماری اخوت کے احساس کو پارہ پارہ کر دیتے ہیں، ہم میں عداوت و جنگ کے بیج بو دیتے ہیں۔)

لہٰذا،اقبال کے خیال میں، مسلمانوں کی میراث اسلامی نظریہ حیات کا فطری شعور ہے۔یہ خزانہ اپنے من میں ڈوبنے سے میسر آسکتا ہے۔اقبال بجا طور پر اس حقیقت پر یقین رکھتے ہیں کہ اسلام ایسی اجتماعیت تشکیل دیتا ہے جو افراد کو اخلاقی وجود اور کردار سے مزین کر کے باہم یکجہتی

میں پرو دیتی ہے۔ برصغیر میں اسلام نے مسلمانوں کو ایک ایسی ہی اجتماعیت میں منظم کر کے دکھایا ہے۔ اس حقیقت کا تصور علامہ اقبال کے مشہور خطبہ الٰہ باد میں یوں عیاں ہوتا ہے:

> It cannot be denied that Islam, regarded as an ethical ideal plus a certain kind of polity—by which expression I mean a social structure regulated by a legal system and animated by a specific ethical ideal—has been the chief formative factor in the life-history of the Muslims of India. It has furnished those basic emotions and loyalties which gradually unify scattered individuals and groups, and finally transform them into a well-defined people, possessing a moral consciousness of their own. Indeed, it is no exaggeration to say that India is perhaps the only country in the world where Islam, as a people-building force, has worked at its best.21

(اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ اسلام ایک اخلاقی نصب العین سے مزین انسانی اجتماعیت تشکیل دیتا ہے--اس سے میری مراد ایک سماجی ڈھانچہ جو قانونی نظام سے منظم ہوتا ہے، اور ایک مخصوص اخلاقی نصب العین کا حامل ہوتا ہے--جو ہندوستانی مسلمانوں کی ملی تاریخ حیات کا سب سے عظیم عنصر ترکیبی رہا ہے۔ اسی داعیے نے وہ اساسی جذبے اور وفائیں میسر کی ہیں جو درجہ بہ درجہ، منتشر افراد کو ایک لڑی میں پرونے کا کام کر گئے۔ اس طرح وہ آخر کار ایک ایسی اجتماعیت میں ڈھل گئے جو اپنے اخلاقی شعور سے معمور ہے۔ اس حقیقت کے بیان میں کوئی مبالغہ نہیں کہ انڈیا، دنیا کا شاید واحد ملک ہے جہاں اسلام، تعمیر انسانیت اور ہم آہنگی کے سلسلے میں بہترین اساسی توانائی کا کردار ادا کر چکا ہے۔)

ایک فرد کی شعوری زندگی کا سفر، خود آگاہی سے شروع ہوتا ہے۔ انسان اگر یہ سمجھ سکے کہ "میں" خود کیا ہوں، کس مقصد کے لیے ہوں، میری زندگی کی تعمیر کیسے ہوگی، میری منزل مراد کیا ہے اور اس منزل تک کا زاد سفر کیا ہے اور وہ کیسے حاصل ہو سکے گا۔ میں اور میرا وجود میری قوم اور سب انسانوں کے لیے کس طرح مفید بنایا جا سکتا ہے؟ ان سوالات کے موزوں جوابات اسے اس کا نظریہ حیات عطا کر دیں گے۔ وہ اپنے قومی کردار سے آگاہ ہو جائے گا۔ اپنی اور انسانیت کی تعمیر و ترقی میں جوش و جذبے کے ساتھ مگن ہو جائے گا۔

اقبال، یہ چاہتے ہیں کہ انسان اپنی حیثیت اور مقام کو جانے جو اس کے خالق نے اسے عطا کر رکھا ہے۔ وہ ان صلاحیتوں اور نعمتوں کا بھی ادراک حاصل کرے جو اسے متاع حیات کے طور رب کائنات نے دے رکھی ہیں۔ اس مقصد کو بھی پہچان لے جس کے لیے وہ اس دنیا کی زندگی سے سرفراز کیا گیا ہے۔ وہ اس منصب سے بھی شناسا ہو جائے جو اسے اس کی اجتماعیت میں حاصل ہے، اور اس ذمہ داری کو بھی جان لے جو دوسرے انسانوں کی خدمت اور تعمیر کے ضمن میں اس کے شانوں پہ رکھی گئی ہے۔ ایسے شعور سے مزین ہونا اس کی زندگی کے ہر گوشے کو روشن کر دے گا۔ یوں وہ بیداری کی بدولت وہ ابدی زندگی سے ہمکنار ٹھہرے گا:

ہوئی جس کی خودی پہلے نمودار
وہی مہدی وہی آخر زمانی22

تعلیمات اقبال کا محور

فکر اقبال کا جامع اور مفصل مطالعہ ایک محقق پر واضح کر دیتا ہے کہ خودی کا تصور، تعلیمات اقبال کا محوری نکتہ ہے۔ اقبال کی نظر میں خودی در حقیقت انسانی شخصیت کی تشکیل و تعمیر کا سنگ بنیاد ہے۔ خودی وہ جوہر زندگی ہے جس سے حیات انسانی کے ہر گوشے میں بہاریں پھوٹ

نکلتی ہیں۔ خودی کی تعمیر کے بغیر، سفرِ حیات، بغیر حصول منزل کے ختم ہو جاتا ہے اور انسان اپنے آپ کو دریافت کیے بغیر، بے مقصدیت کے ساتھ، مہلت شعور و عمل بھی ختم کر بیٹھتا ہے۔ نہ اپنے لیے کسی کام کا نہ اپنے معاشرے اور قوم کے لیے۔ وہ اپنے خالق کی عطا کردہ نعمتوں سے فیضیاب ہوئے بغیر، موت کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے:

بے ذوقِ نمود زندگی، موت
تعمیرِ خودی میں ہے خدائی23

یہ وہ عظیم سبق اور عبرت کا تازیانہ تھا جو انہوں نے، ملت اسلامیہ بر صغیر کو اس وقت عطا کیا جب، وہ دوہری غلامی کے اندھے کنویں میں پڑے ہوئے تھے اور ان کے نکلنے اور عظمت رفتہ کو پالینے کوئی دیگر نسخہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ یہی حقیقت پھر تاریخ نے ثابت کر دکھائی۔

پروفیسر آر اے نکلسن نے، اقبال کے تصور خودی کے حوالے سے اسرار خودی کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

> Khudi (Selfhood, individuality, personality) is real, not mere an illusion of the mind. Iqbal therefore, throws himself with all his might, against isealisting philosophers and pseudo-mystical poets, the authors, in his opinion of decay prevailing in Islam, and argues that only by self-affirmation, self-expression and self-development can the Moslems once more become strong and free.24

(خودی یعنی خود شناسی، انفرادیت اور اپنی شخصیت کا شعور ایک خیالی دنیا نہیں، ایک زندہ حقیقت ہے۔ اس تصور کے ساتھ، اقبال اپنے آپ کو اپنی پوری توانائی کے ساتھ عملی میدان میں اتارتے ہیں، خیالی دنیا کے اسیر فلسفیوں، نام نہاد صوفی شاعروں مصنفوں کے مقابلے میں۔ ان کے خیال میں یہ تو اسلام میں زوال کی علامت ہیں۔ ان کو یقین تھا کہ اپنے حقیقی وجود کا اثبات، خودی کا اظہار اور خودی کی تعمیر ہی وہ داعیہ ہے جس کی بدولت، مسلمان ایک دفعہ پھر آزاد اور مضبوط ہو سکیں گے۔)

یہی وجہ ہے کہ ان کا شعوری جہاد مسلمانوں کی خودی کے ظہور کے لیے ہے۔ خودی کی تعمیر کا پہلا قدم خود آگاہی ہے یعنی انسان کا، اس دنیا میں، اپنے مقام عالی سے شناسا ہونا ہے۔ اقبال کے ہاں خودی کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ علم اور طاقت کے حصول کا سفر کرتی ہے۔ وہ اپنے خطبات میں ایک مقام پر کہتے ہیں:

> Further, it is the nature of the self to maintain itself as a self. For this purpose, it seeks knowledge, self-multiplication, and power, or, in the words of the Qur'an, 'the kingdom that never faileth'.25

(مزید یہ کہ خودی کی فطرت میں اپنی بقا کا داعیہ ہے۔ اس مقصد کے لیے خودی شعور و عرفان کے ساتھ، ایک ارتقائی قوت و سلطنت کی تلاش میں ہے، قرآنی الفاظ میں 'وہ سلطانی جس کو زوال نہیں آسکتا'۔)

دوسرا مرحلہ اپنی زندگی کے مقصد کو پالینا ہے۔ تیسرا قدم یہ ہے کہ انسان، کائنات کے خالق کو پہچانے اور رب کائنات کے ساتھ اپنے قیمتی تعلق کو جان لے۔ یوں وہ اپنی نگاہوں میں خود محترم ٹھہرے گا، اور دوسرے انسان کے لیے اپنے دل و دماغ میں عزت و احترام کے جذبات کی آبیاری کرنے لگے گا، اسی وعدہ ربانی کی روشنی میں جو سورۃ الاسرا میں، ذیل کی آیت کی صورت میں موجود ہے کہ:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا۔26

(یقیناً ہم نے اولاد آدم کی اولاد کو بڑی عزت دی، اور انہیں خشکی اور تری کی سواریاں دیں، اور پاکیزہ چیزوں کی روزیاں دیں، اور اپنی بہت سی مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی۔27)

اس آیت کے وسیع مفہوم کی روشنی میں اقبال نے انسانی شعور کی یہ گرہ کھولی ہے کہ انسان کا مقام و مرتبہ بلند و بالا ہی نہیں ایک عظیم ذمہ داری سے مزین بھی ہے۔اس کی عالی منصبی اسے عزت و تکریم سے نوازتی ہے اور اس کی ذمہ داریوں کا شعور بھی عطا کرتی ہے:

برتر از گردوں مقامِ آدم است
اصلِ تہذیب احترامِ آدم است28

جس طرح انسان، عرفان ذات حاصل کر لینے کے بعد اپنے آپ پر اعتماد کرنے لگتا ہے اسی طرح رب کائنات سے اپنے رشتے کو پہچان کر وہ دنیا میں اپنے مقام و حیثیت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔اپنی حیثیت پہ ناز کرتا ہے مگر ذمہ داری کے شعور کے ساتھ، اور پھر اپنی صلاحیتوں کا استعمال مثبت اور تعمیری انداز سے کرنے لگتا ہے۔یوں اس کی خودی تکبر، انانیت، خود فریبی اور خود غرضی کے گورکھ دھندے سے آزاد ہوتی ہے۔یہاں تک کہ وہ عاجزی، ہمدردی، تواضع اور خدمت خلق کا نمونہ بننے لگتا ہے:

خودی کی شوخی و تُندی میں کبر و ناز نہیں
جو ناز ہو بھی تو بے لذتِ نیاز نہیں29

تعمیر خودی کی ریاضت

اقبال فرماتے ہیں کہ انسان کی خودی کی تربیت کے تین مراحل ہیں: شعور ذات کی روشنی، دستور الٰہی سے وابستگی اور ضبط نفس کی مشق۔پروفیسر نکلسن نے اپنے الفاظ کو اس طرح سے بیان کیا ہے، جس طرح علامہ اقبال نے ان کو اپنے خط میں وضاحت کی تھی:

> The Ego in its movement towards uniqueness has to pass through three stages: (a) Obedience to the Law (b) Self-control which the highest form of self-consciousness, or Egohood. (c) Divine vicegerency. ('This is the third and last stage of human development on earth.')30

(خودی اپنی انفرادیت کی تحریک میں تین مراحل سے گذرتی ہے: (ا) قانون الٰہی کی اطاعت (ب) ضبط نفس یا خود نگہداری، جو کہ خود شناسی کی اعلیٰ ترین شکل ہے، (ج) نیابت خداوندی۔(یہ تیسری منزل، زمین پر انسانی ارتقاء کا آخری درجہ ہے۔)

ان مراحل سے گذرتے وقت وہ علم اور ایمان کی شمع تھامے، اعمال خیر سے مزین ہو کے، سفر حیات پہ نکلتا ہے تو فقر و غنا کو اپنا زاد راہ بناتا ہے، عجز و انکساری کا رویہ اپناتا ہے۔ایمان کا اعتماد اور امید جانفزا، اسے حمیت و غیرت کے زیور سے آراستہ کیے رکھتے ہیں۔ایسے میں اس کی توجہ اپنی شخصیت کی حفاظت پر رہتی ہے، وہ اپنے رب سے امید جلیل رکھتا ہے، ذاتی مفاد سے بلند تر رہتا ہے، اغراض کا غلام اور ہوس کا بندہ نہیں بنتا۔ لہٰذا، اقبال کی تاکید ہے کہ:

یہ بندگی گدائی، وہ بندگی خدائی
یا بندۂ خدا بن یا بندۂ زمانہ31

اقبال کے شناور جانتے ہیں کہ اس کے نظام فلسفہ کا بنیادی ماخذ قرآن حکیم ہے،اسی کتاب زندہ کی روشنی میں اقبال کی توجہ اور توقعات کا مرکز انسان ہے۔اقبال کا ایمان ہے کہ قرآن کی حکمت لازوال اور آفاقی ہے، جس کے ذریعے انسانی خودی کی تربیت اور حفاظت ممکن ہے۔

اقبال کے ہاں،ایک صاحب ایمان کی خودی نور خدا سے آشنا اور نور مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مزین ہوتی ہے۔32اس کی تنہائیوں کی رونق اپنے پروردگار سے محبتوں کا اظہار، اس کی محفلوں کی رونق الفت رسول کے ذوق وشوق سے سرشار۔ یہ توانائی اسے کائنات کی وسعتوں میں گم نہیں ہونے دیتی۔اس کے وجود کو قائم رکھتی ہے،اس کی شخصیت کی حفاظت کرتی ہے،اور اسے خلافت ارضی پر متمکن کر دیتی ہے:

خودی کی جلوتوں میں مصطفائی
خودی کی خلوتوں میں کبریائی
زمین و آسمان و کرسی و عرش
خودی کی زد میں ہے ساری خدائی33

تکمیل ذات سے تسخیر کائنات تک

خود آگاہی کا سفر شعور ذات سے شروع ہوتا ہے۔عرفان ذات سے حاصل شدہ علم اور اس پر ایمان،انسان کو رب کائنات کی دہلیز سے آشنا کرتا ہے۔سورۃ الروم میں یہ ہدایت ہے کہ:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔34

(پس آپ یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں،اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں،یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔35)

اقبال کے بقول،خودی کی تربیت،اسی دین متین کے عطا کردہ نظام حیات اور نظام تمدن کے ذریعے ممکن ہے۔انفرادی زندگی ہو یا قومی کردار،اسی نظریہ حیات و کائنات کی روشنی میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔خودی کی اس شعور کے ساتھ تربیت کے ذریعے، خدا تک اور ساری خدائی تک رسائی کا سفر ممکن ہے۔ایمان محکم اور اعمال صالحہ کے ثمر کے طور پر، یہ عروج واستحکام نصیب ہوتا ہے۔عالم ہے فقط مومن جانباز کی میراث،مومن نہیں جو صاحب لولاک نہیں ہے۔خالق ارض وسماء کی حقیقی بندگی میں،کائنات کی خدائی کا منصب عطا ہوتا ہے:

غافل نہ ہو خودی سے، کر اپنی پاسبانی
شاید کسی حرم کا تو بھی ہے آستانہ 36

اقبال کی نظر میں اپنی شخصیت کی تعمیر کے ذریعے کائنات کی تسخیر کا سفر شروع ہوتا ہے۔اس سفر کی پہلی شرط یہ ہے کہ انسان اپنے رب کے ساتھ کیے گئے عہد الست کا شعور حاصل کرے اور اپنے عمل کو تیز تر اور مفید تر بنانے کے لیے اپنی اس گواہی کو یاد رکھے جو رب کے حضور اس نے دے رکھی ہے۔عہد الست کی یہ قرارداد، قرآن مجید کی سورۃ الاعراف میں مذکور ہے:

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ۔37

(اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا، اور ان سے انہیں کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ خود اپنے آپ پر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں۔تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو محض اس سے بے خبر تھے۔38)

اقبال کہتے ہیں کہ اس ربانی عہد کے مطابق بندہ خدا، پیغمبر خدا کے عطا کردہ طرز زندگی کو اپنا کر، بندگی رب کا حق ادا کردے۔یوں وہ معراج انسانی تک پہنچ سکتا ہے، ستارے جس کی گرد راہ ہوں، وہ کارواں بن جاتا ہے۔یہ مقام اپنے مقام عالی سے آگاہ ہو جانے والے کے نصیب میں آتا ہے۔انسان کی عزت اسی عہد کو پورا کرنے پر قائم ہے، اگر وہ یہ عہد مقدس بھول جائے تو کائنات میں اپنے مقام و مرتبے سے محروم ہو جائے گا:

یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی
کہ خودی کے عارفوں کا ہے مقام پادشاہی
تری زندگی اسی سے تری آبرو اسی سے
جو رہی خودی تو شاہی ، نہ رہی تو رُوسیاہی39

تکمیل خودی کے ثمرات

اقبال کے ہاں، عرفان ذات کی پہلی منزل، خود اعتمادی ہے جو اپنے مشاہدہ باطن سے فروغ پاتی ہے۔اپنے من میں ڈوب کر سراغ زندگی پانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی ذات وصفات کی پہچان کے ذریعے خالق کائنات کی عنایات کو جان لینا۔من کی دنیا اور فطرت کے مظاہر سے نظر آنے والے اشارات کو سمجھنے کی سعی میں رہنا:

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ۔ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۔40

(اور یقین والوں کے لیے تو زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں، اور خود تمہاری ذات میں بھی، تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔41)

تکمیل خودی کا دوسرا مرحلہ، مقصد زندگی کو سمجھنا اور دستور الٰہی کی حکمتوں سے آگاہ ہونا ہے۔اللہ رب العالمین کے ضوابط کائنات اور انسانی زندگی سے متعلق قوانین جان کر اطاعت الٰہی کے منصب پر فائز ہونا ہے۔یہ قاعدہ وضاحت کے ساتھ قرآن نے بیان کیا ہے جیسے یہ کہا گیا کہ:

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ۔42

(بہت بابرکت ہے وہ(اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے،اور جو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیا کہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے اور، وہ غالب اور بخشنے والا ہے۔43)

اسی حقیقت کی بنیاد پر اقبال کہتے ہیں کہ:

قلزمِ ہستی سے تو اُبھرا ہے مانندِ حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی44

تیسرا مرحلہ شعور منصب کا ہے، جو شعور حیات حاصل ہونے کے ساتھ پروان چڑھتا ہے اور شعور کائنات کی سعی کرتے رہنے سے فروغ پاتا ہے۔ یہ آگہی، انسان کے لیے اپنے منصب پر فائز رہنے کے لیے ضروری ہے۔ وہ منصب شرف انسانی کا ہے، خلافت ارضی کا ہے، کائنات کی تسخیر کا ہے، اور عقل و شعور کی فضیلت کا ہے۔ انسان کا منصب خلافت پر قائم رہنا مشروط ہے کچھ خواص کے ساتھ۔ ان خواص کو حاصل کرنا انسان کی اپنی جدوجہد کے ساتھ مشروط ہے اور امتحان زندگی میں درجہ ممتاز حاصل کرنے کے لیے، ان کا حصول ضروری ہے۔

اس حقیقت کی طرف اشارہ قرآن نے یوں فرمایا ہے:

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ---45

(اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا، اور ایک کا دوسرے پر رتبہ بڑھایا تاکہ تم کو آزمائے ان چیزوں میں جو تم کو دی ہیں۔46)

اس آیت کے مفہوم کو اقبال نے اپنے فہم فلسفہ میں یوں ڈھالا ہے کہ:

خودی ہو علم سے محکم تو غیرتِ جبریل
اگر ہو عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین ابتدا ہے اسماعیل47

چوتھا مرحلہ، ضبط نفس کا مرحلہ ہے، جسے عبور کرنا، لذت خودی حاصل ہو جانے کے بعد مزید مشکل ہو جاتا ہے: عجب مزہ ہے کہ لذت خودی دے کر، وہ چاہتے ہیں میں اپنے آپ میں نہ رہوں۔ اس لیے اقبال، ضبط نفس کے لیے اس ایمان کو بنیاد قرار دیتے ہیں علم و یقین کی منازل طے کر کے انسان کو اللہ کی تابع فرمانی پر اور خود سپردگی و وارفتگی پر قانع کر دیتا ہے۔ تقدیر کے پابند جمادات و نباتات، مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند۔ ایک طرف اقبال خودی کی خلوتوں کو اللہ کی کبریائی سے سجاتا ہے تو دوسری طرف خودی کی جلوتوں کو محبت و اتباع رسول کا پابند بناتا ہے۔ اس کا سوچا سمجھا فیصلہ ہے کہ:

خودی کا سرِّ نہاں لاالٰہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الٰہ الا اللہ۔48

اور یہ کہ:

علم کا موجود اور، فقر کا موجود اور
اشہد ان لا الٰہ، اشہد ان لا الٰہ 49

خودی کی تکمیل کا پانچواں اور آخری مرحلہ، جو ثمرات سے بھرپور ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور عشق مصطفیٰ میں جہد ناتمام ہے۔ یہ منزل بندگی رب کی حضوری، حدیث جبریل کی روشنی میں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے پایاں محبت کے وسیلہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔

پروفیسر نکلسن نے بجا لکھا ہے:

> Iqbal's philosophy is religious, but he does not treat the philosophy as handmaid of religion. Holding that the full development of Individual, presupposes a society he finds the ideal society, what he considers to be the Prophet's conception of Islam. Every Moslem, in striving to make himself more perfect individual, is helping to establish Kingdom of God on earth. 50

(اقبال کا فلسفہ مذہبی فلسفہ ہے، مگر وہ اپنے فلسفے کو مذہبیت کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑتے۔ ان کا یقین ہے کہ فرد کا تکمیلی ارتقاء کی ضمانت ایک مثالی معاشرہ ہوتا ہے، جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے شعور اسلام کی روشنی میں ہی ممکن ہے۔ ہر مسلمان کی جہد مسلسل ہوتی ہے کہ وہ ایک مکمل انفرادی شخصیت بنے تاکہ زمین پر سلطنت الٰہی کا قیام عمل میں آئے۔)

یہ ہے وہ مثالی اعلیٰ معاشرہ جو انفرادی شخصیات کی تعمیر و تکمیل بذریعہ خودی، کے طفیل ظہور پذیر ہوتا ہے، اقبال ایسے ہی مثالی انسان کے ذریعے، کائنات و فطرت کی تکمیل بھی چاہتا ہے اور اخلاقی تزئین و آرائش بھی۔ اقبال کے خیال میں، رسول عربی کی محبت و اطاعت کا خوگر مسلمان، خطۂ ارضی کو جنت ارضی میں تبدیل کر سکتا ہے۔

تلخیص واختتام تحقیق:

مطالعہ بالا، سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ انسانی معاشرے کی بنیادی اکائی فرد کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے، فرد کی مثبت تشکیل و تعمیر میں، قوم اور معاشرے کا ارتقائی سفر جاری رہتا ہے۔ یہ فرد اپنے عروج و ترقی کا سراغ، خودشناسی سے پا سکتا ہے۔ خودی کی تکمیل کے مراحل یہ ہیں کہ انسان اپنے آپ کو جانے، اپنی ہستی اور مقام کو پہچانے، خدا کا زمین پر نمائندہ ہونے کا شرف سنبھالے اور اس کے تقاضے پورے کرنا شروع کر دے۔ یہ خودی کا انقلاب اسے زمانے سے بیگانہ نہ کر دے بلکہ وہ اپنی تعمیر کے ساتھ اپنی اجتماعیت کے لیے نفع بخش ہونے کی فکر کرے، ربط ملت کے ذریعے اپنی شناخت کا اظہار کرے۔ اپنے خلوص اپنی اجتماعیت پر نثار کرے اور ملت کی گلشن سے اپنی رونق کا سامان کرے۔ یوں آسمان معاشرہ افراد کے ستاروں سے جگمگائے گا، دوسروں کے لیے مشعل راہ بن جائے گا۔

یہ مطالعہ، تحقیق کاروں کے لیے یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ علامہ اقبال کے فکر و فلسفہ کے بے شمار پہلو ایسے ہیں جن پر بحث و نظر کے بعد، نتائج اخذ کرنے کی ضرورت ہے۔ اقبال کے تصور خودی کے دیگر پہلو، مزید تحقیق کے ذریعے نمایاں ہو سکتے ہیں۔ قرآن حکیم کو بنیاد بنا کر، خودی کی تعمیر و تکمیل کا سفر تسخیر کائنات کی راہوں پر گامزن کر سکتا ہے۔ نگاہ پاک تو لا، پھر کوئی حجاب نہیں!

حوالہ جات وحواشی

[1]القرآن،الشمس10-7:91
تفسیر کے لیے،الماوردي:النكت والعيون، علي بن محمد بن حبيب البصري،(بيروت: دار الكتب العلمية)،ج6،ص283
2 اردو ترجمہ القرآن الكريم،(سعودی عرب: شاہ فہد قرآن کریم پرینٹرز)،ص1721-1722
3القرآن،الرعد11:13، تفسیر کے لیے ملاحظہ ہو:
الزمخشري:الكشاف، محمود بن عمرو(بيروت: دار الكتاب العربي)،ج2،ص517
4 اردو ترجمہ القرآن الكريم،ص680
5اقبال:ضرب کلیم،کلیات(اردو)(لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز،اردو بازار)،ص568
6التین4:95، تفسیر کے لیے دیکھیں:
الرازي: محمد بن عمر بن الحسن، مفاتيح الغيب،(بيروت: دار إحياء التراث العربي)،ج32،ص212
7 اردو ترجمہ القرآن الكريم،ص1729
8العلق4:96،5،الرازی: محولہ بالا،ص218
9 اردو ترجمہ القرآن الكريم،ص1731
10الشمس7:91-8، تفسیر کے لیے،الزمخشري:الكشاف،ج4،ص759
11 اردو ترجمہ القرآن الكريم،ص1721۔1722
12لاسراء70:17، تفسیر و تشریح ملاحظہ ہو:
سید قطب: في ظلال القرآن(بيروت: دار الشروق)،ج4،ص2241
13 اردو ترجمہ القرآن الكريم،ص786
14 لقمان20:31،سید قطب: محولہ بالا،ج5،ص2752
15 اردو ترجمہ القرآن الكريم،ص1148-1149
16الشمس9:91-10، تفسیر کے لیے،الزمخشري:الكشاف،ج4،ص760
17 اردو ترجمہ القرآن الكريم،ص1722
18اقبال:ضرب کلیم،کلیات(اردو)،ص568
19طارق:عبدالرحمن، جہان اقبال(لاہور: ملک دین محمد اینڈ سنز-لاہور1955)،ص137
20 Nicholson, R. A. The Secrets of the Self (London: Macmillan & Co. 1920), x
21 Sherwani, Latif Ahmad. Speeches, Writings and Statements of Iqbal, Part One, Presidential Address Delivered at theAnnual Sessionof the All-India Muslim League, 29th December,1930. (Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 1995), 4

22اقبال: بال جبریل،کلیات(اردو)،ص381
23 اقبال: محولہ بالا،ص345

24 Nicholson, The Secrets of the Self, XII-XIII
25 Iqbal, The Reconstruction of Religious Thought in Islam, 53
26 الاسراء70:17، تشریح کے لیے،:سید قطب: في ظلال القرآن،ج4،ص2241
27 اردو ترجمہ القرآن الكريم،ص786

28 اقبال: جاوید نامہ، کلیات (فارسی) (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، اردو بازار)، ص657

29 اقبال:، بال جبریل، کلیات (اردو)، ص330

30 Nicholson, The Secrets of the Self, XVI-VII

31 اقبال: بال جبریل، کلیات (اردو)، ص330،346

32 Nicholson, The Secrets of the Self, XIII

33 اقبال: بال جبریل، کلیات (اردو)، ص375

34 الروم30:30، تفسیر کے لیے دیکھیں:

الشوکانی: فتح القدیر، محمد بن علي بن محمد (دمشق: دار ابن کثیر)، ج4، ص258

35 اردو ترجمہ القرآن الکریم، ص1131-1132

36 اقبال: بال جبریل، کلیات (اردو)، ص346

37 الاعراف7:172، الشوکانی: فتح القدیر، ج2، ص299

38 اردو ترجمہ القرآن الکریم، ص466

39 اقبال: بال جبریل22، کلیات (اردو)، ص337

40 الذاریات51:20-21، تفسیری نکات دیکھیں:

ابن الجوزی: زاد المسیر في علم التفسیر، عبدالرحمن بن علي (بیروت: دار الکتاب العربي)، ج4، ص169

41 اردو ترجمہ القرآن الکریم، ص1474-1475

42 الملک67:2، تشریح کے لیے، سید قطب: في ظلال القرآن، ج6، ص3629

43 اردو ترجمہ القرآن الکریم، ص1603

44 اقبال: بانگ درا، کلیات (اردو)، ص259

45 الانعام6:165، الشوکانی: فتح القدیر، ج2، ص99

46 اردو ترجمہ القرآن الکریم، ص406

47 اقبال: بال جبریل، کلیات (اردو) ص355

48 ایضاً، ضرب کلیم، ص477

49 ایضاً، بال جبریل، ص369

مآخذات

1۔القرآن الکریم

2۔تفاسیر:

- ابن الجوزی، عبدالرحمن بن علي: زاد المسیر في علم التفسیر، بیروت: دار الکتاب العربي
- الرازی، محمد بن عمر بن الحسن: مفاتیح الغیب، بیروت: دار احیاء التراث العربي
- الزمخشری، محمود بن عمرو: الکشاف، بیروت: دار الکتاب العربي
- سید قطب: في ظلال القرآن، بیروت: دار الشروق
- الشوکانی، محمود بن عمرو: فتح القدیر، دمشق: دار ابن کثیر
- الماوردي، علي بن محمد بن حبیب البصري النکت والعیون، بیروت: دار الکتب العلمیة

3۔اقبالیات

- اقبال، کلیات اقبال (فارسی)، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، اردو بازار
- اقبال، کلیات اقبال (اردو)، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، اردو بازار

4۔دیگر کتب (اردو)

- اختر، سلیم: اقبال کا ادبی نصب العین، لاہور: شیخ غلام علی سنز لمیٹڈ پبلشرز، 2021
- خان، مصطفی: اقبال اور قرآن، لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، 2016
- خان، یوسف حسین: روحِ اقبال، دہلی: غالب اکیڈمی، 1976
- خلیفہ، عبدالحکیم: فکرِ اقبال، لاہور: مکتبہ بزمِ اقبال، مطبع اظہر سنز پرنٹرز، 1992
- طارق، عبدالرحمٰن: جہان اقبال، لاہور: ملک دین محمد اینڈ سنز، 1955
- قریشی، وحید، ڈاکٹر: اقبال اور جدید فکر، لاہور: بزمِ اقبال
- مہر، غلام رسول: شرحِ اقبال، لاہور: مکتبہ جدید، 1988
- نیازی، سید نذیر: تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ (اردو ترجمہ و توضیح)، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1958
- ایضاً، اقبال، مکتوباتِ اقبال بنام سید نذیر نیازی، کراچی: اقبال اکادمی پاکستان، 1957
- ہاشمی، رفیع الدین: کتابیاتِ اقبال، لاہور: اقبال اکیڈمی پاکستان، 1977

English: (Books)

1. Mir, Mustansir. *Iqbal*, Lahore: Oxford University Press, 2006.
2. Nicholson, R. A. *The Secrets of the Self* , London: Macmillan & Co. ,1920
3. Schimmel, Annemarie. *Gabriel's Wing*. Leiden: Brill, 1963.
4. Sherwani, Latif Ahmad. *Speeches, Writings and Statements of Iqbal*, Lahore: Iqbal Academy Pakistan, 1995.
5. Singh, Iqbal. *The Ardent Pilgrim*, Lahore: Oxford University Press ,1997.
6. Vahid, S. A. *Iqbal: His Art and Thought*, London: John Murray, 1959.